انجینئر ابو انیس فاروقی

کیا اسم باری تعالیٰ اللہ اَل اور الٰہ کا مجموعہ ہے؟

مد بر کائنات.... خلاق العٰلمین کی ذات کامل و اکمل جس طرح لم یلد ولم یولد (کسی کی اس سے ولادت ہوئی نہ اس کی کسی سے ولادت ہوئی ہے کیا اسی طرح "لفظی ساخت" کے اعتبار سے اس کے اسم مقدس ومطہر، اعظم وارفع..... اللہ..... کی کیفیت ہے؟ اس مؤقر جریدے کے توسط سے یہ سوال لیکر عوام وخواص کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

جو کچھ ذیل کی سطور میں رقم ہوا ہے اس کا محض تنقیدی جائزہ ہی نہیں لیا جائیگا بلکہ امید واثق ہے کہ پورے انہماک کے ساتھ غور وفکر بھی کیا جائے گا۔

طالب علمی کے زمانے میں جب عربی قواعد وضوابط کا مطالعہ کررہا تھا تو اکثر علماء صرف نحو کا یہ قول وقف اضطراب کیے رکھتا کہ..... الٰہ..... نکرہ ہے اور ... اللہ... معرفہ ہے نیز ثلاثی مجرد ومزید فیہ کے ابواب الہَ - یاْلَہُ، لاَہَ - یلُوہ - ولہ - یولہ اور تالہ - یتالہ وغیرہ سے مشتق ہے

(درایۃ النحو شرح ھدایۃ النحوص ۵ سطر ۶ تا ۸)

(ناشر کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

گویا الہ پر ال کے اضافے سے "اللہ" بن جاتا ہے اسم اعظم کی یوں لفظی ساخت میرے متجسس ذہن کی سطح پر سوالیہ نشان (؟) کندہ کرگئی۔ پھر ایک اور بات کا بھی انکشاف ہوا کہ فاطر السموات والارض کا کوئی معروف ذاتی نام نہیں بلکہ الہوں کی ایک مستقل نوع (SpecieS) ہے اور اسم ذات کے ناطے سے ہر اکائی کا عنوان "الہ" ہے اب کسی پر ال داخل کرنے سے وہ خاص ہوکر "اللہ" بن گیا مثلاً شعور سے وابستہ زندگی کو انسان کہا جاتا ہے جو عموم کے اعتبار سے "اسم ذات" ہے اب اگر کسی خاص فرد کا ذکر مقصود ہو تو اسے ال کے ساتھ معرف کردیا جائے تو وہ اسم معرفہ بن جائے گا۔ عربی لغت کے علماء جانتے ہیں کہ "اسم ذات" نکرہ ہی کی ایک قسم ہے مثلاً "رجل۔ فرس۔ حجر۔ وغیرہ۔ ان میں سے ہر کلمہ اپنی نوع کی ہر اکائی کے لئے عمومی عنوان ہے ہر ایک پر ال لگا کر متعلقہ نوع (Kind) کی کسی اکائی کو نکرہ سے معرفہ بنایا جاسکتا ہے اگر اپنی بات سمجھا پایا ہوں تو آگے بڑھتا ہوں اس وقت ایک کتاب "شرح اسماء الحسنیٰ" میرے سامنے موجود ہے اردو زبان میں جدید تقاضوں کے مطابق اسے خوبصورت کاوش قرار دیا گیا ہے اس میں "اللہ" کے جلی عنوان سے ذیل کی چند سطور ملاحظہ ہوں:۔

"قرآن شریف میں یہ اسم پاک دو ہزار چھ سو اٹھانوے جگہ آیا ہے کہیں الف لام کے ساتھ اور کہیں بغیر

الف لام کے یعنی کہیں بصورت معرفہ اور کہیں بصورت نکرہ۔ یہی اسم اعظم ہے۔"

(صفحہ ۲۳ مولفہ علامہ عبدالصمد صارم الازہری۔ مکتبہ قاسمیہ ملتان)

میں نے آغاز میں جو کچھ لکھا ہے وہ ملخصا" ان جملوں میں موجود ہے اور جو میں نے سمجھا اس کی تائید بھی ان کلمات سے ہوتی ہے یعنی خلاق العلمین کا کوئی معروف نام نہیں جو اپنی ذات کے حوالے سے معرفہ ہو بلکہ ایک نکرہ اسم کو معرف باللام کیا گیا ہے۔ اصولی طور پر مجھے اتفاق ہے کہ "اسم ذات" کی کسی اکائی کو لام تعریف سے معرفہ بنایا جا سکتا ہے کہ عربی قواعد اس کی اجازت دیتے ہیں مگر الہ پر ال بھی تو کسی قاعدے اور قرینے کے تحت آنا چاہئیے بتایا جاتا ہے کہ ال (لام تعریف۔۔ جو عربی زبان میں معرفہ کی علامت ہے اور انگریزی زبان میں The کے مترادف ہے) کے لام کا الہ کے لام میں ادغام ہوا ہے جب کہ درمیانی همزہ (بشکل الف) ساکت یا ساقط (Silent or Drop) ہو گیا ہے یہ خیال میں رہے کہ الٰہ کا همزۃ (بشکل الف) همزہ القطع (جو کسی بھی صورت ساکت وساقط نہیں ہو سکتا) ہے ساکت (Silent) وھی همزہ ہو گا جو وصلی (همزہ الوصل) ہو گا ساقط عموماً ساقط یہ بھی نہیں ہوتا تحریر میں باقی رہتا ہے۔ البتہ ادائیگی تلفظ میں نہیں آئے گا مثلاً" ال (لام تعریف) کا همزہ ہی لیجئے اس سے پہلے آنے والے کلمے کے آخری حرف (متحرک یا ساکن) سے جب ملایا جائے گا تو پھر یہ پڑھنے میں نہیں آئے گا مثال کے طور پر غیر المغضوب اور ذلک الکتاب میں غیر اور مغضوب۔ اسی طرح ذالک اور کتاب کے درمیان آنے والے ال کا همزہ (بشکل الف) وغیرہ۔ بظاہر کوئی ایسی صورت نظر نہیں آتی کہ اَل اور الٰہ کا ادغام ہو سکے۔ آگے بڑھنے سے پہلے ادغام کی اصطلاح پر غور فرماتے جائیں۔ ادخال الشیئ فی الشیئ دو چیزوں کے آپس میں مل جانے کو ادغام کا نام دیا جاتا ہے اصطلاحاً دو حروف (یہ آگے چل کر وضاحت ہو گی کہ کس قسم کے حروف) کا جملہ قواعد میں سے کسی ایک کے مطابق مل جانا۔ ان مسلمہ قواعد میں سے چند ایک یوں ہیں جن کے اندر رہ کر ایک حرف کا دوسرے حرف میں ادغام (ملاپ) ممکن ہے۔

ادغام مثلین:

ایک ہی جیسے دو حروف جب آگے پیچھے اس طرح آئیں کہ ان میں پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک (زبر زیر یا پیش والا) ہو تو ان دونوں کا ادغام ہو سکتا ہے قرآن میں اس قسم کے ادغام کی مثالیں کچھ اس طرح سے ہیں

قد دّخلوا ،اذذھب، بل لایشعرون

پہلی مثال پر غور فرمائیں ایک ہی جیسے دو حروف (د) آگے پیچھے آنے سے دونوں کا ایک دوسرے میں اغام ہو گیا اگرچہ تحریر میں دونوں دال موجود رہیں گے لیکن پڑھنے میں قدّخلوا ہو گا اسی طرح اذّھب اور بلایشعرون اس قسم کا ادغام مثلین کا ادغام کہلاتا ہے۔

ادغام متجانسین:

ادغام کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایسے دو حروف آگے پیچھے آئیں کہ وہ ایک جیسے تو نہ ہوں لیکن دونوں کا مخرج (حروف کے نکلنے کی جگہ) ایک ہی ہو مثال کے طور پر قد تبیّن میں دال اور تاء (حروف نطعیہ) کا چونکہ مخرج ایک ہی ہے اور پھر ان میں پہلا حرف یعنی دال ساکن اور دوسرا حرف تاء متحرک ہے اس لئے ان دونوں حرفوں کا ادغام ہو گیا اس قسم کا ادغام، ادغام متجانسین کہلاتا ہے۔

ادغام متقاربین:

ادغام کی تیسری صورت یوں بھی ہو سکتی ہے کہ آگے پیچھے آنے والے دو حروف اگرچہ ایک جیسے نہ ہوں اور نہ ہی ہم مخرج ہوں البتہ دونوں کا مخرج قریب قریب ہو مثلاً" الم نخلقکم میں ق اور ک کا مخرج ایک دوسرے کے قریب ہونے کے ساتھ ساتھ پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہے (دونوں حروف لھویہ یا لہاتیہ کہلاتے ہیں) اس لئے پڑھنے میں الم نخلکم آئے گا یہ ادغام متقاربین کہلاتا ہے۔

مذکورہ سہ اقسام کا مخرج ہی سے تعلق ہے افعال المضاعف (ثلاثی مجرد و مزید فیہ) کے تمام ادغام انہیں سے متعلق ہیں (خصوصاً" باب افتعال کا ادغام لازم مثلاً" ادتخل سے اددخل اور اذتکر سے اذکر وغیرہ)

ادغام یرملون:

ادغام کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ نون ساکن یا نون، تنوین کے بعد اگر ی-ر-م-ل-و-ن (یرملون) میں سے کوئی متحرک حرف آجائے تو -ر- اور -ل- کے علاوہ تمام حروف کے ساتھ ادغام ناقص ہو گا ادغام ناقص میں نون غنہ کی آواز باقی رہتی ہے مثلاً من یعلم۔ مالا وّ عددہ وغیرہ-ر اور ل متحرک سے پہلے نون ساکن و تنوین آئیں تو ادغام تام ہو جاتا ہے اس قسم کے ادغام میں نون کی آواز باقی نہیں رہتی مثلاً" اَن لّا کو اَلّا پڑھا جاتا ہے اور اَن رّاہُ میں اَرّءاہ پڑھا جاتا ہے

نحو (اور فن قراءت) کے ایک امام ابو شعیب صالح بن زیاد بن عبداللہ السوسی کے یہاں ادغام کبیر کی اصطلاح ملتی ہے ادغام صغیر تو وہ ہے جو اوپر کے عنوان کے تحت بیان ہوئی ہے اس میں اور ادعام کبیر میں فرق صرف اتنا ہے کہ ادغام صغیر میں پہلا حرف عموماً ساکن اور دوسرا حرف متحرک ہوتا ہے جب کہ ادغام کبیر میں دونوں حروف عموماً متحرک ہوتے ہیں لیکن ادغام کے باقی ضوابط وہی رہتے ہیں جن کا تذکرہ مذکورہ عناوین کے ضمن میں ہوا ہے۔

حروف تہجی کی اقسام:

ادغام کی مذکورہ اقسام (Kinds) کے علاوہ علما فن نے عربی زبان کے حروف تہجی (Alphabets) کو ادغام کے حوالے سے دو طرح پر تقسیم کیا ہے ان میں کچھ حروف قمری اور کچھ شمسی کہلاتے ہیں

حروف قمری:

ء - ب - ج - ح - خ -ع -غ - ف - ق - ک - م - و - ہ - ی - یادرکھنے کے لئے ان کا مجموعہ بنایا گیا ہے أبغ حج وخف عقیمک - ان کے علاوہ جتنے حروف بچ جاتے ہیں وہ شمسی کہلاتے ہیں تاہم ان کی تفصیل یوں ہے

حروف شمسی:

ت- ث-د- ذ- ر-ز-س-ش-ص-ض-ط-ظ-ل-ن - حروف کی اس انداز پر تقسیم کے بعد یہ دیکھئے اس میں اگر کوئی حرف کسی کلمے کے شروع میں آجائے اور پھر اس سے قبل ال (لام تعریف)ہو تو کہاں ادغام نہیں ہوگا اور کہاں اس کا ہونا لازمی ہے حروف قمری میں سے اگر کوئی حرف کسی کلمے کے شروع میں آجائے تو پھر اَل لگا کر جب معرفہ بنانا مقصود ہو تو اَل کی لام کا حرف قمری میں ادغام نہیں ہوگا مثلاً باب کے شروع میں جب ال آئے گا تو پھر اسے الباب پڑھا جائے گا گویا ال کے لام کا تلفظ باقی رہے گا اسی طرح الجامع الکریم - الفلاح وغیرہ اسی طرح اگر کسی کلمے کے شروع میں حرف شمسی ہو اور اسے معرفہ بنانا مقصود ہو تو جیسے ہی ال (لام تعریف) اس لفظ کے شروع میں آئے گا تو ال کے لام کا اس حرف شمسی میں ادغام (ملاپ) ہو جائے گا اگرچہ یہ تحریر میں باقی رہے گا مگر ادائیگی میں ساکت ہو جائے گا مثال کے طور پر شمس سے پہلے ال لگائیں تو یہ الشمس ہو جائے گا مگر اسے اشمس پڑھیں گے اسی طرح الطارق - النور وغیرہ

چونکہ (أ) حروف قمریہ میں سے ہے اس سے پہلے اَل آنے سے لام کا اس میں ادغام ممکن نہیں (أ) کے لفظ وتلفظ کی شکل وکیفیت برقرار رہے گی گویا اس انداز میں بھی ال اور الٰہ کا ادغام ممکن نہیں اور یوں ان سے کلمہ اللہ کی ساخت اور بناوٹ کا مفروضہ بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے -- حیرت ہے کہ علماء نحو نے لفظ اللہ (اسم اعظم) کو ال اور الٰہ کا ادغام قرار دے دیا جب کہ ادغام کی مذکورہ وجوہات میں سے کسی کا بھی یہاں اطلاق نہیں ہو سکتا- اب لے دے کے ایک بات باقی رہ جاتی ہے کہ الٰہ (اسم نکرہ) کو معرفہ بنانے کے لیے اَل جب اس کے شروع میں لگایا گیا تو الالہ روزمرہ کی گفتگو میں نامانوس ہونے کے ساتھ ادائیگی میں ثقل (بھاری پن) کا باعث بنتا تھا اس لئے یہ مجموعہ اپنے حقیقی تلفظ کے بجائے بدلتے بدلتے -- اللہ -- بن گیا -معاذاللہ - یہاں تو اور بھی پریشان کن صورت حال بن جاتی ہے ایک مثال سے واضح کرنا ضروری ہے کہتے ہیں لاہور کے قریب ایک مضافاتی بستی "شاھدرہ" دراصل "شاہ دا ڈیرہ" کے نام سے کسی دور میں معروف تھی مرور ایام کے ساتھ یہ شاہ ڈیرہ (درمیان سے اضافت "دا" ختم ہو گئی) ہو گیا بعد ازاں لوگوں نے ادائیگی تلفظ کو بھاری اور مشکل محسوس کرتے ہوئے اسے "شاہدرہ" بنا دیا اور اب تو صورتحال بالکل مختلف ہو گئی ہے لوگوں نے اسے "شدرہ" کہنا اور لکھنا شروع کر دیا--- کیا خیال ہے الالہ کو اسی انداز میں لوگوں نے بدل بدل کر اپنی آسانی کے لئے اللہ بنا دیا

بانداز دگر!! | ایں چہ بوالعجی است!!

اس قسم کا گورکھ دھندہ سمجھ میں نہیں آسکتا خصوصاً" ایسی ذات اکمل ومکمل کے اسم گرامی کے لئے اس قسم کی تصریفات (ھیر پھیر) اور خیالات ونظریات قطعا" مناسب معلوم نہیں دیتے معاً یہ کہ الٰہ کے ھمزہ قطعی

ہونے کے باعث یہاں کسی قسم کا ابدال بھی ممکن نہیں اور نہ ہی تخفیف کا امکان ہے اَل کے ادغام کے بعد یہ بہرحال "تحقیق" کے ساتھ ادا ہوگا۔

راقم الحروف نے جملہ مسلمہ قواعد کی روشنی میں جو کچھ سمجھا اسے بلاکم وکاست بیان کردیا اگر یہ خیال یا نظریہ قابل اصلاح ہے تو اہل علم وفن کی رائے کو دل کی گہرائیوں سے قبول کیا جائے گا اہل ذوق کے لئے صلائے عام ہے کہ وہ بڑھیں اور اس سلسلے میں اپنی تحقیق و تفتیش کا دائرہ وسیع فرما کر حقائق منظر عام پر لائیں۔۔

حقیقت یہ ہے کہ باری تعالیٰ کی ذات بابرکات جس طرح لم یلد ولم یولد ہے اسی طرح آپ کا اسم اعظم وارفع نہ مصدر ہے اور نہ ہی مشتق۔۔۔ اس کی تائید میں کچھ علماء نحو کا قول یہاں درج کیا جاتا ہے وھو غیر مشتلق علی الاصح "حقیقت یہ ہے کہ اسم باری تعالیٰ (اللہ) کسی مصدر سے مشتق (Derived) نہیں ہے۔ جس طرح اس کی ذات تغیرات سے بالاتر ہے ھوالاول والاخر والظاھر والباطن۔۔۔ اسی طرح اس کا اسم صرفی ونحوی تصریفات (ھیر پھیر) سے ماوراء ہے" (بحوالہ فرقہ بندی اسباب وعلاج۔۔۔ سلسلہ مطبوعات نمبر ۲ مطبوعہ المسلمون)

ایک بار پھر المقامات الحریریہ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے محشی (علامہ کاندھلوی علیہ الرحمہ) مختلف نحویوں کے حوالے سے لکھتے ہیں"وکلمتہ اللہ اسم علم للباری جل جلالہ والمختارانہ لیس بمشتق وھوقول الخلیل وسیبویہ والجمھورو ذلک لانہ لوکان مشتقا کان معناہ "

اللہ کا کلمہ اسم علم ہے جو باری تعالیٰ ہی کے لئے خاص ومنتخب ہے یہ کسی (لفظ) سے مشتق نہیں یہی مسلک جمہور علماء نحو مثلاً خلیل وسیبویہ کا ہے اگر یہ مشتق ہوتا تو یقیناً" اس کا کوئی (لغوی) معنیٰ ومترادف ہوتا۔

(المقامات الحریریہ صفحہ ۱۱ (حاشیہ) مطبوعہ مکتبہ یحیویہ میرپور)

اللہ کا مترادف ممکن ہی نہیں:

یہی وجہ ہے کہ آفرینش سے اب تک الہ کے لئے جس قدر مختلف نام موجود ہیں وہ سب کے سب مخصوص نظریات وخیالات اور علاقائی یا قومی تہذیب وتمدن کے عکاس تو ہیں مگر الہ حقیقی (اللہ) کے لئے وہ مترادف نام نہیں ہوسکتے اللہ وہی ہے جس کا تصور قرآن کی دفتین کے اندر موجود ہے جس کا پرچار محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ سے قبل انبیاء علیہم السلام نے کیا نہ صرف زبانی بلکہ اس نام گرامی کے پیچھے موجود عملی حقائق سے آگاہ کرکے ان کا نفاذ بھی ممکن بنایا ھندوؤں کا بھگوان یا مجوسیوں کا یزداں، عیسائیوں کا گاڈفادر ہو یا یہودیوں کا خدا۔۔۔ یہ سب درحقیقت ان اقوام کے ذہنوں کے تراشیدہ افکار ونظریات کی نمائندگی کرنے والے عنوانات تو ہوسکتے ہیں مگر اللہ نہیں اسماء سمیتموھاانتم واباء کم ماانزل اللہ بھا من سلطن۔۔۔ یوسف ۴۰ تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے اپنی طرف سے (اپنے خیالات ونظریات کے ہم آہنگ) نام دے رکھے ہیں ان کے لئے اللہ نے کوئی سند عطا نہیں کی مدبر کائنات۔۔۔ بدیع السموت والارض اگر کوئی ہے تو اس کا نام نامی، اسم گرامی اللہ ھی ہے جو لفظی ونحوی تصریفات سے قطعاً" مبرا وماوراء ہے یہ مقدس ومطہر اور اعظم وارفع کلمہ کسی قسم کے مجموعے سے منزہ وپاک ہے نہ اسکا کوئی مصدر ہے اور نہ ہی مشتق۔ واللہ اعلم